نظرات

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر کے اس پورے علاقے میں دین و شریعت کا جو کچھ چرچا دکھائی دیتا ہے اور اس کی جو کچھ چہل پہل دکھائی دیتی ہے یقیناً یہ سب کچھ اولیائے عظام، علمائے اسلام، مبلغین کرام، بزرگان دین، سلف صالحین، مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کی مثبت کوششوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

خدانخواستہ ہمارے اکابر و اسلاف نے زمانے کی رفتار اور وقت کے نبض کو پہچان کر تحفظ دین و شریعت کے سلسلے میں مختلف جہات سے جد و جہد نہ کی ہوتی تو یہ حال نہ ہوتا کہ دنیا بھر کے ممالک دینی اور مذہبی اعتبار سے اس پر اطمینان کا اظہار کرتے اور ان کی ملی و دینی خدمات کو سراہتے۔

ہمارے سامنے اندلس، بخارا، قرطبہ اور تاشقند کی تاریخ ہے کہ حکومتوں کے ختم ہونے کے بعد ان مسلمان ممالک اور علاقوں کا کیا حال ہوا؟ جہاں سینکڑوں برس سے مسلمان حکمرانی کرتے آرہے تھے۔

چنانچہ کمیونزم کا سیلاب جب وہاں آیا تو وہاں کے مسلمان اور نئی اسلامی نسل کس طرح الحاد اور دہریت کے بلاخیز طوفان میں بہہ گئی اور پورا خطہ کس طرح مذہب بیزار بن گیا۔

بڑی طاقتیں (SUPER POWERS) آج بھی اس کوشش میں لگی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ برصغیر سے اسلام کا نام و نشان مٹ جائے، شریعت اسلامی کی بنیادوں کو کمزور کیا جائے، دین قیم کی چھاپ جو یہاں کے باشندوں کے دلوں پر پڑی ہے وہ ختم ہو جائے "قال اللہ وقال الرسولؐ" کا غلغلہ باقی نہ رہے اور مجموعی طور سے مسلمان اپنی اس قابل فخر وراثت سے محروم کر دیئے جائیں جو اقوام عالم کی صفوں میں انھیں ممتاز اور متشخص کرتی ہیں۔ آخر برصغیر کے علاقوں میں اندلس اور روس کی تاریخ کیوں دہرائی نہیں جاسکتی۔ اسلام دشمن قوتیں بڑی عیاری، چالاکی اور برق رفتاری کے ساتھ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہیں وہ دین اسلام، اسلامی تعلیمات، مسلمانوں کے مذہبی تشخص، ملی انفرادیت اور باہمی اتحاد و اتفاق کی عظیم قوت کو ڈائنامیٹ کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں اور فی الواقع اس کے تجربات کا سلسلہ انھوں نے شروع کر دیا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ان خطرات و خدشات کا مقابلہ کس طرح کرسکتے ہیں۔ مشترکہ لائحہ عمل بناکر سوچیں اور عملی جد و جہد میں لگ کر انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا فریضہ انجام دیں۔

یہاں یہ بات بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ مسلمان اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہیں اس کا اپنا ایک مخصوص مذہب، ایک مخصوص تہذیب

ایک مخصوص تمدن اور ایک انفرادی تشخص ہے۔ عقائد، اعمال اور اخلاق کی تطہیر اس کی
بنیاد میں داخل ہیں۔ ملک کی تقسیم سے قبل اور اس کے بعد بھی مختلف ادوار اور اوقات
میں مسلمانوں نے اپنی جان، املاک اور عزت سے زیادہ اپنے مذہبی اور تہذیبی ورثے
کی حفاظت کی ہے اور قانون شریعت کے تحفظ اور دفاع کے لئے قابل فخر اور قابل
قدر کردار ادا کیا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات سے بھی غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اب پھر
قانونِ شریعت Muslim Personal Law میں مختلف طریقوں سے
جارحانہ مداخلت کا سلسلہ جاری ہے۔

یکساں سول کوڈ (Common Civil code) کی تلوار ہر وقت
مسلمانوں کی گردن پر لٹک رہی ہے۔ انکم ٹیکس کے نئے قانون کے تحت اوقاف اسلامیہ
کی جائداد مقصدیت کے اعتبار سے ختم کرنے سے متعلق ایکٹ پاس ہو چکا ہے۔
نئے قوانین اور عدالتی فیصلے ہو رہے ہیں اس لئے مسلمانوں کو اپنے ملی تشخص کی بقا اور
انفرادیت کو بحال رکھنے کے لئے عملی، ذہنی اور فکری اعتبار سے ہمہ دم تیار رہنا چاہیے۔

جہاں تک "مشترکہ سول کوڈ" کے نفاذ کا تعلق ہے تو حکومتِ ہند کو ہمارا یہی
مشورہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کے مالہٗ وما علیہ کا اچھی طرح جائزہ لے کر اس کے مختلف
پہلوؤں پر ہزار مرتبہ غور کرے۔ اس لئے کہ متحدہ ہندستان کی تقسیم کے بعد بھی
موجودہ ملک کا رقبہ جو بے حد وسیع و عریض ہے۔ جس میں روز اول سے اکثریتی فرقے
کے ساتھ ساتھ اقلیتی فرقے آباد ہیں۔ سب کے مذہبی جذبات و احساسات
کا خیال رکھے۔ ہمارے خیال میں ملک کے مخلوط سماجی نظام اور معاشرے میں
یکجہتی، ہم آہنگی اور امن کے ساتھ زندگی گذارنے کے لئے یہ انتہائی ضروری
ہے کہ باہمی اکرام و احترام کے جذبات کو بڑھاوا دینے کی ایک ہمہ گیر تحریک چلائی
جائے مختلف فرقوں کے درمیان اعتماد و اعتبار کی فضا بڑھاوا دیا جائے۔ ذہنوں

سے شکوک و شبہات دور کئے جائیں۔ جن سے تعصب، تنگ نظری اور منافرت کے رجحانات کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔ ایسے مخلوط سماج میں اگرچہ امن و امان سے رہنا ایک مشکل فن ہے لیکن اب یہ ہم سب کو سیکھنا ہے اور جو جاننے والے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کو سکھائیں۔

ملک کے موجودہ سیاسی اور سماجی حالات کے پس منظر میں مسلمانوں کی دوہری ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے مذہب، تہذیب اور تشخص پر جہاں ضرور اصرار کریں وہاں اسے اپنا حصار نہ بنا ڈالیں۔ بلکہ حفاظتِ اسلام کے ساتھ ساتھ دعوتِ اسلام اور اشاعتِ اسلام کے اولین کام کو سب سے زیادہ اہمیت اور فوقیت دے کر اپنے "فرض منصبی" کو پورا کریں۔ اگرچہ مجموعی طور پر مسلم قوم کا مزاج بھی ہنگامی اور جذباتی بنتا جا رہا ہے۔ تاہم ابھی ایسے لوگ ہیں جو اگرچہ کم ہیں، جو اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کر رہے ہیں اور بقول شاعرِ مشرقؒ ؎

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

---

۱۰ اپریل کا دن اسلام آباد اور راولپنڈی کے باشندوں کے لئے کس قدر بھیانک اور منحوس دن تھا جبکہ اوجڑی کیمپ کے اسلحہ ڈپو میں اچانک آگ بھڑک اٹھی جس نے آناً فاناً سینکڑوں مکانوں کو زمین بوس اور سینکڑوں کی تعداد میں شہریوں کو ہلاک، مفلوج